

آئینی درخواست نمبران 56/2003 اور 112/2012

محمد کوب اقبال

بنام

حکومت پاکستان بذریعہ سیکرٹری کینٹ ڈویژن اسلام آباد

جواد ایس۔ خواجہ، چیف جسٹس: آئین پاکستان کے آرٹیکل (3) 184 کے تحت دائر کردہ ان دو آئینی درخواستوں میں ایک انتہائی اہم مسئلے کو اجاگر کیا گیا ہے جس کا براہ راست تعلق پاکستان کے ہر مرد و زن شہری سے ہے۔ زیر نظر درخواستوں کے درخواست گزاران، جناب محمد کوب اقبال (آئینی درخواست نمبر 56/2003) اور جناب سید محمود اختر نقوی (آئینی درخواست نمبر 112/2012) عدالت میں بذات خود پیش ہوئے اور آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آرٹیکل 251 کے نفاذ کی استدعا کی۔ مذکورہ آرٹیکل ریاست کو حکم دیتا ہے کہ اردو زبان کو ملک کی سرکاری زبان قرار دیا جائے اور صوبائی حکومتوں کو بھی صوبائی زبانوں کے فروغ کے لیے اقدامات کرنے کا ذمہ دار قرار دیتا ہے۔ چونکہ دونوں آئینی درخواستوں میں یکساں استدعا تھی لہذا دونوں کی سماعت یکجا کی گئی۔

(2) چونکہ معاملہ آئین کے آرٹیکل 251 کے نفاذ سے متعلق ہے لہذا بغرض آسانی مذکورہ آرٹیکل کا متن ذیل میں دیا جا رہا ہے:

- (1) ”قومی زبان: (1) 251 پاکستان کی قومی زبان اردو ہے اور آغاز سے پندرہ سال کے اندر اندر یہ انتظام کیا جائے گا کہ اس کو سرکاری اور دیگر مقاصد کے لیے استعمال کیا جائے۔
- (2) ذیلی دفعہ (1) کے اندر رہتے ہوئے انگریزی زبان اس وقت تک سرکاری زبان کے طور پر استعمال کی جا سکے گی جب تک اس کے انتظامات نہیں کیے جاتے کہ اس کی جگہ اردو لے لے۔
- (3) قومی زبان کے مرتبے پر اثر انداز ہوئے بغیر ایک صوبائی اسمبلی بذریعہ قانون ایسے اقدامات کر سکتی ہے جس کے ذریعے صوبائی زبان کے فروغ، تدریس اور قومی زبان کے ساتھ ساتھ اس کے استعمال کا بھی بندوبست کیا جا سکے۔“

(3) درخواست گزار جناب کوکب اقبال نے آئینی درخواست نمبر 56/2003 پر بحث کی اور بیان کیا کہ ریاست جان بوجھ کر آئین کے آرٹیکل 251 کے نفاذ سے گریزاں ہے جس کی وجہ سے معاشرے میں ایک ایسی معاشرتی اور لسانی تفریق پیدا ہو گئی ہے جو نہ صرف معاشرتی استحکام کے قیام کی راہ میں حائل ہے بلکہ معاشرتی نفاق بھی پیدا کر رہی ہے۔ بحث میں مزید بیان کیا گیا کہ اس آئینی شق کو آئین پاکستان کی منظوری کے 15 برس کے دوران نافذ کیا جانا چاہیے تھا۔ یہ معیار 1988ء میں پوری ہو چکی ہے لیکن اب 27 برس گزرنے کے باوجود مذکورہ لازمی آئینی شق کا نفاذ ممکن نہیں ہو پایا ہے۔ دوسرے درخواست گزار سید محمود اختر نقوی نے اپنی آئینی درخواست نمبر 112/2012 میں بھی بعینہ یہی استدعا کی۔

(4) اس مقام پر ہم اس انتہائی اہم معاملے کی آئینی اہمیت اجاگر کرنا چاہتے ہیں جسے مذکورہ درخواستوں میں اٹھایا گیا ہے اور جو مدعا علیہ کی نظر سے اوجھل معلوم ہوتا ہے۔ عدالت ہذا کے بہت سے فیصلہ جات میں قومی زبان کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ تاہم یہاں ایک حالیہ فیصلے بعنوان ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن راولپنڈی بنام وفاق پاکستان (آئینی درخواست نمبر 12/2010) وغیرہ کا، جس میں اٹھارویں اور اکیسویں ترامیم پر سوال اٹھایا گیا تھا، حوالہ دیا جا رہا ہے۔ اس فیصلے میں عدالت نے آرٹیکل 251 کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے جس کا بخوبی اندازہ درج ذیل متن سے لگایا جاسکتا ہے:

"یہ فیصلہ آئین کے آرٹیکل 251 میں درج آئینی تقاضا پورا کرنے کی خاطر اردو میں تحریر کیا جا رہا ہے۔ اس سے پہلے بھی ہم آرٹیکل 251 کے مندرجات کی اہمیت کی طرف توجہ دلا چکے ہیں اور سرکار امور میں قومی زبان اور صوبائی زبانوں کی ترویج کی اہمیت کو اجاگر کر چکے ہیں۔ مقدمہ بعنوان حامد میر بنام وفاق پاکستان (2013 SCMR 1880) میں بھی ہم بیان کر چکے ہیں کہ "عدالتی کارروائی کی سماعت میں اکثر یہ احساس شدت سے ہوتا ہے کہ کئی دہائیوں کی محنت شاقہ اور کئی بے نوا نسلوں کی کاوشوں کے باوجود آج بھی انگریزی ہمارے ہاں بہت ہی کم لوگوں کی زبان ہے اور اکثر فاضل و کلاء اور جج صاحبان بھی اس میں اتنی مہارت نہیں رکھتے جتنی کہ درکار ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ

آئین اور قانون کے نسبتاً سادہ نکتے بھی انتہائی پیچیدہ اور ناقابلِ فہم ہوتے ہیں۔ یہ فنی پیچیدگی تو اپنی جگہ مگر آرٹیکل 251 کے عدم نفاذ کا ایک پہلو اس سے بھی کہیں زیادہ تشویشناک ہے۔ ہمارا آئین پاکستان کے عوام کی اس خواہش کا عکاس ہے کہ وہ خود پر لاگو ہونے والے تمام قانونی ضوابط اور اپنے آئینی حقوق کی بابت صادر کیے گئے فیصلوں کو براہِ راست سمجھنا چاہتے ہیں۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ حکمران جب اُن سے مخاطب ہوں تو ایک پرائی زبان میں نہیں بلکہ قومی یا صوبائی زبان میں گفتگو کریں۔ یہ نہ صرف عزتِ نفس کا مطالبہ ہے بلکہ ان کے بنیادی حقوق میں شامل ہے اور دستور کا بھی تقاضا ہے۔ ایک غیر ملکی زبان میں لوگوں پر حکم صادر کرنا محض اتفاق نہیں یہ سامراجیت کا ایک پرانا اور آزمودہ نسخہ ہے۔

تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ یورپ میں ایک عرصے تک کلیسائی عدالتوں کا راج رہا جہاں شرع و قانون کا بیان صرف لاطینی زبان میں ہوتا تھا، جو راہبوں اور شہزادوں کے سوا کسی کی زبان نہیں تھی۔ یہاں برصغیر پاک و ہند میں آریائی عہد میں حکمران طبقے نے قانون کو سنسکرت کے حصار میں محدود کر دیا تا کہ برہمنوں، شاستریوں اور پنڈتوں کے سوا کسی کے پلے کچھ نہ پڑے۔ بعد میں درباری اور عدالتی زبان ایک عرصہ تک فارسی رہی جو بادشاہوں، قاضیوں اور رئیسوں کی تو زبان تھی لیکن عوام کی زبان نہ تھی۔ انگریزوں کے غلبے کے بعد لارڈ میکالے کی تہذیب دشمن سوچ کے زیرِ سایہ ہماری مقامی اور قومی زبانوں کی تحقیر کا ایک نیا باب شروع ہوا جو بدقسمتی سے آج تک جاری ہے اور جس کے نتیجہ میں ایک طبقاتی تفریق نے جنم لیا ہے جس نے ایک قلیل لیکن قومی اور غالب اقلیت (جو انگریزی جانتی ہے اور عنانِ حکومت سنبھالے ہوئے ہے) اور عوام الناس (جو انگریزی نہیں جانتے) کے

درمیان ایک ایسی خلیج پیدا کر دی ہے جو کسی بھی طور قومی یک جہتی کے لیے سازگار نہیں۔ آئین پاکستان البتہ ہمارے عوام کے سیاسی اور تہذیبی شعور کا منہ بولتا ثبوت ہے، جنہوں نے آرٹیکل 251 اور آرٹیکل 28 میں محکومانہ سوچ کو خیر باد کہہ دیا ہے اور حکمرانوں کو بھی تحکمانہ رسم و رواج ترک کرنے اور سنتِ خادمانہ اپنانے کا عندیہ دیا ہے۔ آئین کی تشریح سے متعلق فیصلے اردو میں سننا یا کم از کم ان کے تراجم اردو میں کرنا اسی سلسلے کی ایک چھوٹی سی کڑی ہے۔ عدالتِ عظمیٰ نے اسی کڑی کو آگے بڑھانے کے لیے ایک شعبہ تراجم بھی قائم کیا ہے جو عدالتی فیصلوں کو عام فہم زبان میں منتقل کرتا ہے۔ "یہاں اس امر کا اعادہ نہایت ضروری ہے کہ یہ ہماری پسند نا پسند کا معاملہ نہیں اور نہ ہی ہماری تن آسانی کا بلکہ یہ آئینی حکم ہے کہ اردو کو بطور سرکاری زبان اور برائے دیگر امور یقینی بنایا جائے اور صوبائی زبانوں کی ترویج کی جائے۔ اس مختصر تمہید کے بعد زیرِ نظر مقدمے کی طرف آتے ہیں۔"

(5) حقیقت یہ ہے کہ اس معاملے کی اہمیت ناقابلِ انکار ہے لیکن حکومت پاکستان نے اس معاملے کو بہت ہی سرسری اور غیر سنجیدہ انداز میں لیا ہے۔

(6) صرف سالِ رواں کی مدت میں یہ معاملہ عدالتِ ہذا کے روبرو تقریباً 18 مرتبہ سماعت کے لیے پیش کیا جا چکا ہے۔ تاہم عدالت کے اس مسئلے پر اس قدر گراں قدر وقت صرف کرنے کے باوجود کوئی قابلِ ذکر پیش رفت نہیں ہو سکی۔ حتیٰ کہ مورخہ 12-05-2015 کو ڈپٹی ایٹارنی جنرل جناب عبدالرشید اعوان نے اپنی معذوری بیان کرتے ہوئے کہا کہ ان کی تمام تر کوششوں کے باوجود حکومت پاکستان کے سیکرٹری کابینہ اور سیکرٹری انفارمیشن اور دیگر عہدیداران اس معاملے میں عدالتی احکامات پر توجہ نہیں دے رہے۔ اگرچہ بعد ازاں بہت سی رپورٹیں پیش کی گئیں لیکن انتہائی افسوس ناک امر ہے کہ مذکورہ رپورٹس اطمینان بخش نہیں ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ متعلقہ حکام نے آرٹیکل 251 میں مروجہ آئینی احکامات کے نفاذ کے لیے خاطر خواہ اقدامات نہیں اٹھائے اور اب تک یہی

حال ہے۔

(7) گزشتہ سات ماہ کے دوران عدالت کی جانب سے جاری کردہ حکم ناموں کے طائرانہ جائزے سے ہی متعلقہ عمال حکومت کی آرٹیکل 251 کے نفاذ کے معاملے سے عدم دلچسپی اور غیر سنجیدگی واضح ہو جاتی ہے۔ ذیل کا جدول گزشتہ سات ماہ کے دوران جاری ہونے والے محض چند احکامات کا خاکہ پیش کرتا ہے۔

نمبر شمار	حکم نامہ بتاریخ	جائزہ
1	22-01-2015	جناب عبدالرشید اعوان فاضل DAG نے مختصر بیان جمع کرانے کی استدعا کی
2	10-04-2015	فاضل لاء افسر کوئی اطمینان بخش جواب دینے سے قاصر ہے کہ آئینی شق سے کیا گیا انحراف تاحال درست کیوں نہ کیا جاسکا۔ تاخیر کی وجوہات جاننے کے لیے انھوں نے ایک مرتبہ پھر وقت مانگا۔
3	23-04-2015	فاضل لاء افسر نے مزید جامع بیان داخل کرنے کے لیے وقت مانگا۔
4	30-04-2015	فاضل لاء افسر نے ایک مرتبہ پھر مختصر بیان داخل کرنے کی غرض سے وقت مانگا۔
5	12-05-2015	فاضل لاء افسر نے بیان کیا کہ اُن کی تمام تر کوششوں کے باوجود حکومت پاکستان کے سیکرٹری کا بینہ اور سیکرٹری انفارمیشن اور دیگر متعلقہ عہدیداران نے عدالت ہذا کے احکامات پر کان نہیں دھرے۔
6	13-05-2015	فاضل اٹارنی جنرل پیش ہوئے اور یقین دہانی کروائی کہ اگر حکومت کو کچھ اور وقت دیا جائے تو آئین کے آرٹیکل 251 کے نفاذ سے متعلق ٹھوس تجاویز پیش کی جاسکتی ہیں۔
7	20-05-2015	عدالت نے مشاہدہ کیا کہ وفاقی حکومت کا رویہ غیر سنجیدہ ہے۔ فاضل DAG نے اپنی رپورٹ دائر کرنے کے لیے وقت مانگا۔ وفاقی حکومت پر -/10,000 کا ہرجانہ عائد کیا گیا۔
8	02-06-2015	احکامات کے باوجود وفاقی حکومت واضح نہیں کر سکی کہ گزشتہ 42 برس میں آئین کے آرٹیکل 251 کے نفاذ کے لیے کیا اقدامات اُٹھائے ہیں اور اگر نہیں تو اس غفلت کا ذمہ دار کون ہے؟

9	05-06-2015	عدالت نے مشاہدہ کیا کہ حکومت پنجاب پنجابی زبان کو اُس کا مقام دلوانے میں ناکام رہی ہے جب کہ دیگر صوبوں میں اس ضمن میں خاطر خواہ اقدامات کیے گئے ہیں۔
10	11-06-2015	سیکرٹری انفارمیشن نے بیان کیا کہ آئین کے آرٹیکل 251 کے نفاذ کے لیے سری مع تجاویز سیکرٹری کابینہ کو ارسال کی جا چکی ہے۔ اسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب نے رپورٹ جمع کروانے کے لیے مزید وقت مانگا۔
11	02-07-2015	کابینہ کا فیصلہ زیر غور ہونے کے باعث مقدمے کی سماعت ملتوی کی گئی۔
12	10-07-2015	کابینہ کا فیصلہ ابھی تک زیر التوا ہے کیوں کہ وزیر اعظم بیرون ملک دورے پر ہیں۔
13	11-08-2015	سیکرٹری انفارمیشن نے بروئے مراسلہ بتاریخ 06-07-2015 اطلاع دی کہ حکومت کی جانب سے کچھ ہدایات جاری کی گئی ہیں۔ جناب سکندر جاوید چیئرمین جی۔ای۔سی۔ نے عدالت کو مطلع کیا کہ وزارت قانون نہ تو اُن کی جانب سے ترتیب دی جانے والی قانونی لغت میں (جس کا مقصد قوانین کے اُردو ترجمے کو آسان بنانا ہے) کوئی دلچسپی لے رہی ہے اور نہ ہی اس ضمن میں کوئی مالی معاونت فراہم کر رہی ہے۔
14	18-08-2015	حکومت کی جانب سے ابھی تک تسلی بخش انتظامات کی اطلاع عدالت کو موصول نہیں ہوئی۔

(8) مذکورہ بالا حکم ناموں سے عیاں ہے کہ آئین کے احکامات کے نفاذ کے لیے زبانی خاطر جمع سے بڑھ کر کوئی ٹھوس عملی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حکومت اس غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ جیسے اسے آئین کے آرٹیکل 251 پر عمل نہ کرنے کا حق یا اجازت حاصل ہے۔ یہ انتہائی تشویش ناک امر ہے۔ آرٹیکل 251 کی زبان پر غور کریں تو اس بارے میں کسی غلط فہمی کی گنجائش نہیں رہتی۔ اس کے متن میں لفظ ”shall“ کا استعمال یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس حکم پر عمل درآمد اختیاری یا کسی کی منشا کا پابند نہیں بلکہ ایک لازمی امر ہے۔ لہذا آرٹیکل 251 کی حکم عدولی کی کوئی گنجائش نہیں۔

(9) یہاں ہم آئین کے آرٹیکل 5 کا حوالہ دینا چاہیں گے جس کے تحت آئین کی پابندی ہر شہری کا لازمی و بلا استثناء فریضہ ہے۔ اس بات کو بھی یاد دلانے کی ضرورت ہے کہ ریاست کے تمام اعلیٰ عمال آئین کی بقا اور تحفظ کا حلف اٹھاتے ہیں لہذا وہ اپنی اس آئینی ذمہ داری سے صرف نظر کرنے کا حق نہیں رکھتے۔ ہم کئی مواقع پر اس بات کی طرف اشارہ کر چکے ہیں کہ آئین کی حکمرانی تبھی قائم ہو سکتی ہے جب اس کی ابتدا صاحب اقتدار طبقے سے ہو۔ اگر حکومت خود آئینی احکامات کی پابندی نہیں کرتی تو وہ قانونی طور پر عوام کو بھی آئین کی پابندی پر مجبور کرنے کی مجاز نہیں سمجھی جاسکتی۔

(10) سندھ ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن بنام وفاق پاکستان کے مقدمے (پی ایل ڈی 2009 سپریم کورٹ 876 مندرجہ 1242) میں اس عدالت نے یہ سوال اٹھایا تھا کہ ”یہ کام عوام کے نمائندوں اور تمام سمجھ بوجھ رکھنے والے لوگوں کا ہے کہ وہ یہ طے کریں کہ آیا اعلیٰ طبقات اور ریاست کے باقاعدہ قائم شدہ اداروں میں قانون کی حکمرانی غائب ہونے سے تو وہ لا قانونیت پیدا نہیں ہوئی جو ہمارے معاشرہ میں آج سرایت کر چکی ہے“۔ دستور کی دفعہ 251 کے نفاذ میں حکومتی عدم دلچسپی معاشرے میں لا قانونیت کو ہوا دینے کا باعث بنی ہے۔ یہاں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے ایک واقعے سے سبق لینا ہمارے لیے مفید ثابت ہو سکتا ہے۔

(11)۔ ایک مرتبہ کوئی عورت اپنے بچے کو ان کی خدمت میں لائی اور شکایت کی کہ اس کا بیٹا شکر بہت کھاتا ہے اس لیے اس کو تنبیہ کی جائے۔ بابا صاحب نے خاتون سے کہا کہ وہ بچے کو ایک ہفتے بعد دوبارہ لے کر آئے۔ جب وہ دوبارہ بچے کو لے کر آئی تو بابا صاحب نے بچے کو شکر کھانے سے منع فرمایا اور وہ باز آ گیا۔ خاتون نے بابا صاحب سے پوچھا کہ جب وہ پہلی مرتبہ بچے کو لے کر آئی تھی تب ہی کیوں نہ منع کر دیا؟ بابا صاحب نے فرمایا کہ اس وقت وہ خود بھی شکر کا بہت استعمال کرتے تھے لہذا وہ بچے کو کس طرح اسے چھوڑنے کی تلقین کر سکتے تھے؟ ایسا لگتا ہے کہ اگر بابا صاحب حکومت اس واقعے میں پوشیدہ حکمت تک رسائی نہیں حاصل کر سکے۔

(12)۔ حکومت یہ ادراک کرنے سے قاصر ہے کہ آرٹیکل 251 باقی دستور سے الگ تھلگ کوئی حکم نہیں دیتی بلکہ آرٹیکل 251 کا بنیادی حقوق کے تحفظ سے گہرا تعلق ہے جن کی ضمانت دستور میں دی گئی ہے۔ مثال کے طور پر ذاتی وقار کا حق (شق 14)، قانون کے تحت مساویانہ سلوک کا حق (شق 25) اور تعلیم کا حق

(شق 25 اے) اسی آرٹیکل 251 سے مربوط وہم آہنگ ہیں۔ اس باہمی ربط کو کبھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ دستور میں مہیا کردہ ذاتی وقار کے حق کا لازمی تقاضا ہے کہ ریاست ہر مرد و زن شہری کی زبان کو چاہے وہ قومی ہو یا صوبائی، ایک قابل احترام زبان کا درجہ ضرور دے۔ اسی طرح قانون کی نظر میں برابری کے حق کا تقاضا ہے کہ محض زبان کی بنیاد پر کسی فرد کو معاشی اور سیاسی مواقع تک رسائی سے محروم نہ کیا جائے۔ جب ریاست اس بات پر مصر ہو جائے کہ وہ زبانیں جو پاکستانی شہریوں کی اکثریت بولتی ہے، اس قابل نہیں ہیں کہ ان میں ریاستی کام انجام پاسکے تو پھر ریاست ان شہریوں کو حقیقی معنوں میں ان کے انسانی وقار سے محروم کر رہی ہے۔ اسی طرح جب ریاست پاکستانی شہریوں کو معاشی اور سیاسی مواقع تک رسائی سے اس بنا پر محروم کر دے کہ وہ اپنی قومی یا صوبائی زبانوں پر عبور رکھتے ہیں مگر انگریزی زبان نہیں جانتے تو وہ ان کو قانون کی نظر میں برابری کے حق سے محروم کر دیتی ہے۔ لہذا آرٹیکل 251 کا عدم نفاذ پاکستانی شہریوں کی اکثریت کو، جو ایک غیر ملکی زبان سے ناواقف ہے، ان کے بنیادی حقوق سے محروم کرنے کا سبب بن رہا ہے۔

(13)۔ اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ انفرادی اور اجتماعی وقار اور تعلیم باہم مربوط ہیں۔ تعلیم، جو ایک بنیادی حق ہے، براہ راست زبان سے تعلق رکھتی ہے۔ دستور کا آرٹیکل 25-A کہتا ہے کہ ”ریاست ہر شہری کو پانچ سے سولہ برس کی عمر تک اس نہج پر تعلیم لازماً مہیا کرے گی جو قانون طے کرے گا“۔ مگر ہماری حکومت نے اس اہم معاملے سے، جو خواندگی اور خوشحالی میں اضافے کی کنجی ہے، آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔ تجربے سے ثابت ہوتا ہے اور یونیسکو جیسا ادارہ بھی، جو اقوام متحدہ کا تعلیمی، سائنسی اور ثقافتی ادارہ ہے، اس بات کی تائید کرتا ہے کہ بچے کو اس کی اپنی زبان میں ہی تعلیم دی جانی چاہیے کیوں کہ اپنی زبان ہی وہ زبان ہے جو بچہ اپنے گھر اور ماحول سے سیکھتا ہے اور اسی کے زیر سایہ پروان چڑھتا ہے۔ لیکن حکومت اس اہم معاملے سے بے نیاز دکھائی دیتی ہے۔

(14)۔ یہاں اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ ایسا بھی نہیں ہے کہ حکومت آرٹیکل 251 کے نفاذ کی صلاحیت اور طریقہ کار سے نابلد ہو۔ مثال کے طور پر 1981ء میں بھی مقتدرہ قومی زبان (موجودہ ادارہ فروغ قومی زبان) اپنی ان سفارشات کو ڈپٹی اٹارنی جنرل کی معرفت بمراسلہ (CMA No. 2019/2015) عدالت کے سامنے پیش کر چکا ہے۔ ان سفارشات کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے:

”ادارہ فروغ قومی زبان (مقتدرہ قومی زبان) کی سفارشات

(الف) دفتری اور کاروباری زبان کے طور پر اردو کو اپنانے کے ضمن

میں سفارشات

(i) صدرِ پاکستان ۱۹۸۱ء میں ایک آرڈیننس جاری کر کے مرحلہ وار اردو کو دفتری اور کاروباری زبان کے طور پر اپنانے کے لیے ایک حکمنامہ جاری کریں۔

(ii) ۱۹۸۱ء کے اختتام تک اردو زبان میں رودادیں، مسودہ کی تیاری اور خلاصہ نویسی کا کام کیا جائے۔

(iii) ۱۹۸۲ء کے اختتام تک اردو زبان میں دفتری امور انجام دینے کا تقریباً تین چوتھائی کام ہو جائے گا۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ اردو ٹائپ مشین کی خریداری کے لیے فنڈز فراہم کرے۔

(iv) ۱۹۸۳ء تک کابینہ ڈویژن کے تمام خلاصہ جات اور اردو زبان میں تیار کیے جائیں گے اور وفاقی سیکریٹریٹ بشمول ایوانِ صدر کے تمام امور اردو زبان میں انجام دیے جائیں۔

(ب) اردو کو بطور ذریعہ تعلیم اپنانے کے لیے سفارشات

(i) ۱۹۸۴ء کے بعد انٹرمیڈیٹ (ایف اے، ایف ایس سی، آئی کام) پیشہ وارانہ ڈپلومہ، بی اے، ایم کام، بی ایڈ اور ایل ایل بی کے لیے ذریعہ تعلیم اردو زبان میں ہو۔

(ii) ۱۹۸۶ء کے بعد بی ایس سی، ایم ایس سی، بی ای، ایم اے، ایم کام، ایم ایڈ، بی بی اے اور ایل ایل ایم کے تمام امتحانات اردو زبان میں ہوں۔

(iii) ۱۹۸۷ء کے بعد ایم ایس سی اور ایم بی اے کے امتحانات بھی اردو میں منعقد ہوں۔

(iv) یہ بھی سفارش کی گئی تھی کہ ملک کی ہر ایک ڈویژن میں ایک ماڈل اردو سکول قائم کیا جائے۔ تدریس کی زبان کے طور پر اردو کے استعمال کو فروغ دینے کے لیے ورکشاپس منعقد کرائیں جائیں۔ تمام پی ایچ ڈی کے مقالات کا اردو ترجمہ کیا جائے اور تمام نئے مقالات کا ایک خلاصہ اردو میں دینا ضروری قرار دیا جائے نیز انگریزی ذریعہ تعلیم کے سکولوں کے قیام کی حوصلہ شکنی کی جائے۔

(ج) مقابلے کے امتحانات میں اردو کو ذریعہ اظہار بنانے کے لیے

سفارشات

(i) مقابلے کے امتحانات میں عملی اردو کا ایک لازمی پرچہ ہونا چاہیے جس کے کل نمبر 50 ہوں۔

(ii) اردو ادب کا ایک اختیاری پرچہ متعارف کرایا جائے جس کے 200 نمبر ہوں۔

(iii) مقابلے کے امتحانات کے لیے اردو کو فوری طور پر زبان کے طور پر اپنایا جائے اور تمام پرچہ جات اردو اور انگریزی میں دیے جائیں۔
اور بھی کئی کمیٹیاں بنائی گئیں اور وہ وقتاً فوقتاً اپنی سفارشات پیش کرتی رہیں۔ لہذا کمی صلاحیت یا استعداد کی نہیں، بلکہ آئین کی بقا اور تحفظ اور اس کی پابندی کے عزم و ارادے کی ہے۔

(15)۔ مراسلہ نمبر (1/Prog/2015) مورخہ 6 جولائی 2015 کے ذریعے حکومت پاکستان کی کابینہ ڈویژن نے کچھ ابتدائی نوعیت کے اقدامات کی ہدایت تمام وزارتوں اور ڈویژنوں کو جاری کی ہے۔ حوالے کی سہولت کے لیے یہ مراسلہ بھی ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

”حکومت پاکستان
کابینہ سیکرٹریٹ، کابینہ ڈویژن

نمبر 1/Prog/2015 مورخہ 6 جولائی 2015ء

عنوان: سرکاری و دیگر مقاصد کے لیے اردو زبان کے استعمال کے متعلق انتظامات

جیسا کہ آپ کے علم میں ہو گا، آئین پاکستان کا آرٹیکل 251 اردو زبان کے سرکاری اور دیگر مقاصد کے لئے استعمال کا تقاضا کرتا ہے۔ اس سلسلے میں عزت مآب وزیر اعظم پاکستان نے لائحہ عمل منظور فرمایا ہے جو کہ لف ہذا ہے۔

2- بذریعہ مراسلہ ہذا گزارش ہے کہ منسلکہ لائحہ عمل پر عمل درآمد کرنے کے لئے فوری طور پر اقدامات شروع کر دیے جائیں۔

(ڈاکٹر ارم انجم خان)

جوائنٹ سیکرٹری (کابینہ)

تمام وزارتوں اور ڈویژنوں کے سیکریٹریز اور ایڈیشنل سیکریٹریز انچارج

صاحبان

نقل برائے اطلاع:

1- سیکریٹری برائے وزیر اعظم، وزیر اعظم آفس، اسلام آباد

2- بخدمت جناب سیکریٹری وزارت اطلاعات، نشریات و قومی ورثہ

حکومت پاکستان اسلام آباد

لائحہ عمل

فوری/قلیل مدتی اقدامات:

(۱)- وفاق کے زیر انتظام کام کرنے والے تمام ادارے (سرکاری و نیم

سرکاری) اپنی پالیسیوں کا تین ماہ کے اندر اردو ترجمہ شائع کریں۔

(۲)- وفاق کے زیر انتظام کام کرنے والے ادارے (سرکاری و نیم

سرکاری) تمام قوانین کا اردو ترجمہ تین ماہ میں شائع کریں۔

(۳)- وفاقی حکومت کے زیر انتظام کام کرنے والے تمام ادارے (سرکاری

و نیم سرکاری) ہر طرح کے فارم تین ماہ میں انگریزی کے ساتھ اردو میں

بھی فراہم کریں۔

(۴)- تمام عوامی اہمیت کی جگہوں مثلاً عدالتوں، تھانوں، ہسپتالوں،

پارکوں، تعلیمی اداروں، بینکوں وغیرہ میں راہ نمائی کے لیے انگریزی

کے ساتھ ساتھ اردو میں بھی بورڈ تین ماہ کے اندر آویزاں کیے جائیں

گے۔

(۵)- پاسپورٹ آفس، محکمہ انکم ٹیکس، اے جی پی آر، آڈیٹر جنرل

آف پاکستان، واپڈا، سوئی گیس، الیکشن کمیشن آف پاکستان،

ڈرائیونگ لائسنس اور یوٹیلٹی بلوں سمیت تمام دستاویزات تین ماہ

میں اردو میں فراہم کریں۔ پاسپورٹ کے تمام اندراجات انگریزی کے

ساتھ اردو میں بھی منتقل کیے جائیں۔

(۶)- وفاقی حکومت کے زیر انتظام کام کرنے والے تمام ادارے (سرکاری

و نیم سرکاری) اپنی ویب سائٹ (Website) تین ماہ کے اندر اردو میں

منتقل کریں۔

(۷)۔ پورے ملک میں چھوٹی بڑی شاہراہوں کے کناروں پر راہ نمائی

کی غرض سے نصب سائن بورڈ تین ماہ کے اندر انگریزی کے ساتھ

اردو میں بھی نصب کیے جائیں۔

(۸)۔ تمام سرکاری تقریبات/استقبالیوں کی کارروائی مراحلہ وار تین ماہ

کے اندر اردو میں شروع کی جائے۔

(۹)۔ صدر مملکت، وزیر اعظم اور تمام وفاقی سرکاری نمائندے اور

افسر ملک کے اندر اور باہر اردو میں تقاریر کریں اور اس کام کا مرحلہ

وار تین ماہ کے اندر آغاز کر دیا جائے۔

(۱۰)۔ اردو کے نفاذ و ترویج کے سلسلے میں ادارہ فروغ قومی زبان کو

مرکزی حیثیت دی جائے تاکہ اس قومی مقصد کی بجا آوری کے

راستے کی رکاوٹوں کو موثر طریقے سے جلد از جلد دور کیا جاسکے۔“

تاہم ابھی یہ بات سامنے نہیں آئی کہ ان ہدایات پر کس حد تک عمل کیا جاتا ہے۔

(16)۔ یہاں اس بات پر بھی روشنی ڈالنا مقصود ہے کہ آرٹیکل 251 کا نفاذ محض قانون کی پابندی کا

معاملہ نہیں بلکہ یہ پاکستانی عوام کی عملی زندگی سے براہ راست متعلق ہے۔ اس حوالے سے ہم ایک تاریخی حقیقت کا

ذکر کرنا چاہیں گے۔ 1972 میں حکومت بلوچستان نے، جس کی سربراہی اس وقت کے وزیر اعلیٰ کر رہے تھے،

بلوچستان میں اور شمال مغربی سرحدی صوبے (اب خیبر پختونخواہ) کی حکومت نے، جس کے سربراہ مولانا مفتی محمود

تھے، اس صوبے میں اردو کو سرکاری زبان کے طور پر اختیار کرنے کے لیے اقدام کیا تھا۔ اس وقت کے صوبہ شمال

مغربی سرحد (اب خیبر پختونخواہ) کے معتمد اعلیٰ کے ایک نوٹ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اس اقدام سے

دونوں صوبوں کو حاصل انسانی اور مالی وسائل میں بہتری آگئی تھی۔ 2004ء میں خیبر پختونخواہ کی حکومت نے

اردو کو صوبے کی سرکاری زبان کے طور پر پھر نافذ کیا۔ اردو کو سرکاری زبان کے طور پر اختیار کرنے سے ان

دونوں صوبوں کے سرکاری ملازمین کی خود اعتمادی میں اضافہ ہوا تھا۔ نیز یہ بات بھی واضح ہوئی تھی کہ اس اقدام

سے دونوں صوبوں کی حکومتوں کی کارگزاری بہتر ہوگئی تھی۔ ایک معاون اہلکار جو بنیادی تنخواہ کے 11 ویں درجہ میں

ملازم تھا وہ بھی اس قابل ہو گیا کہ اردو میں تحریری تجویز پیش کر کے آگے بھیج سکے کیوں کہ وہ اردو سے واقف اور

مانوس تھا اور اسی زبان میں تعلیم یافتہ تھا۔ یہ وہ کام ہے جو آج ایک سیکشن آفیسر جو گریڈ 17 کا افسر ہوتا ہے، بہت

کمتر معیار سے کر پاتا ہے کیوں کہ سرکاری تجویز کو انگریزی میں لکھنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔

(17) - وفاقی اور صوبائی سطح پر حکومت چلانے کے لیے ایک غیر ملکی زبان کا استعمال شاید ہی کسی افادیت کا حامل ہو کیوں کہ یہ زبان عام لوگ نہیں جانتے۔ حتیٰ کہ کئی سرکاری اہلکار اور ملازم بھی جو انگریزی ذریعہ تعلیم سے پڑھے ہوئے ہیں، جس زبان کو سب سے زیادہ استعمال کرتے ہیں وہ انگریزی نہیں ہوتی۔ یہ حضرات اس بات پر مجبور ہوتے ہیں کہ اپنے فیصلوں اور تجاویز کو ایسی زبان کے قالب میں ڈھال کر پیش کریں جس سے وہ غیر مانوس ہوتے ہیں۔ اس میں بہت سا وقت ضائع ہو جاتا ہے کیوں کہ ساری توانائی اس بدیشی زبان کے اسرار و رموز سمجھنے میں صرف ہو جاتی ہے اور تجویز کے اصل مغز اور جوہر پر توجہ مرکوز نہیں رہتی جو کہ بآسانی اردو میں لکھی جاسکتی تھی۔ یہ کارزیاں بعض اوقات لایعنی باتوں پر منہج ہوتا ہے جس سے محفوظ رہا جاسکتا ہے بشرطے کہ اردو کو سرکاری طور پر استعمال کیا جاسکے۔

(18) - اس فیصلہ کا مقصد انگریزی زبان کی اہمیت کم کرنا نہیں ہے جو بین الاقوامی تجارت اور دیگر سرگرمیوں میں استعمال میں لائی جاتی ہے۔ جو نکتہ یہاں اہم ہے اور جس کو اوپر بیان کیا گیا، وہ یہ ہے کہ دستور کا آرٹیکل 5 یہ حکم دیتا ہے: ”دستور کی تابعداری کرنا ہر شہری کا ناقابل تنسیخ فریضہ ہے۔“ ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ دستور کی پابندی اور اس کے نفاذ دونوں کو یقینی بنائیں اور ہم اپنی اس ذمہ داری سے پہلو تہی نہیں کر سکتے۔ خاص طور پر ایسے حالات میں جب قوم اس سے اغماض کا خمیازہ بھگت رہی ہو، خواہ چند لوگ ایک غیر ملکی زبان کو ذریعہ اظہار بنانے میں کتنی ہی راحت کیوں نہ محسوس کرتے ہوں۔

(19) - آرٹیکل 5 اور آرٹیکل 251 میں بیان کیے گئے احکامات کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے، اور ان کے نفاذ میں یکے بعد دیگرے کئی حکومتوں کی بے عملی اور ناکامی کو سامنے رکھتے ہوئے، ہمارے سامنے سوائے اس کے کوئی راستہ نہیں کہ ہم مندرجہ ذیل ہدایات اور حکم جاری کریں:

- (۱) وفاقی اور صوبائی حکومتیں آرٹیکل 251 کے احکامات کو بلا تاخیر اور پوری طاقت سے فوراً نافذ کریں۔
- (۲) اس آرٹیکل کے نفاذ کے اقدامات کے لیے جو معیاد مذکورہ بالا مراسلہ (مؤرخہ 6 جولائی 2015) میں، خود حکومت کی جانب سے مقرر کی گئی ہے، اس کی ہر صورت پابندی کی جائے۔
- (۳) قومی زبان کے رسم الخط میں یکسانیت پیدا کرنے کے لیے وفاقی اور صوبائی حکومتیں باہمی ہم آہنگی پیدا کریں۔
- (۴) تین ماہ کے اندر اندر وفاقی اور صوبائی قوانین کا قومی زبان میں ترجمہ کر لیا جائے۔

- (۵) بغیر کسی غیر ضروری تاخیر کے نگرانی کرنے اور باہمی ربط قائم رکھنے والے ادارے آرٹیکل 251 کو نافذ کریں اور تمام متعلقہ اداروں میں اس آرٹیکل کا نفاذ یقینی بنائیں۔
- (۶) وفاقی سطح پر مقابلہ کے امتحانات میں قومی زبان کے استعمال کے بارے میں حکومتی اداروں کی مندرجہ بالا سفارشات پر بلاتا خیر عمل کیا جائے۔
- (۷) ان عدالتی فیصلوں کا، جو عوامی مفاد سے تعلق رکھتے ہوں یا جو آرٹیکل 189 کے تحت اصول قانون کی وضاحت کرتے ہوں، لازماً اردو میں ترجمہ کروایا جائے۔
- (۸) عدالتی مقدمات میں سرکاری محکمے اپنے جوابات حتیٰ الامکان اردو میں پیش کریں تاکہ شہری اس قابل ہو سکیں کہ وہ مؤثر طریقے سے اپنے قانونی حقوق نافذ کروا سکیں۔
- (۹) اس فیصلے کے اجراء کے بعد، اگر کوئی سرکاری ادارہ یا اہلکار آرٹیکل 251 کے احکامات کی خلاف ورزی جاری رکھے گا تو جس شہری کو بھی اس خلاف ورزی کے نتیجے میں نقصان یا ضرر پہنچے گا، اسے قانونی چارہ جوئی کا حق حاصل ہوگا۔

(20)۔ اس فیصلے کی نقل تمام وفاقی اور صوبائی معتمدین کو بھیجی جائے تاکہ وہ آرٹیکل 5 کی روشنی میں آرٹیکل 251 پر عمل درآمد کے لیے فوری اقدام اٹھائیں۔ وفاق اور صوبوں کی جانب سے اس ہدایت پر عمل درآمد کی پہلی رپورٹ تین ماہ کے اندر تیار کر کے عدالت میں پیش کی جائے۔

جو ادائیس خواجہ
چیف جسٹس

نوٹ: آرٹیکل 251 کے تقاضے کے تحت اس فیصلے کا اردو ترجمہ بھی جاری کیا جا رہا ہے۔ آرٹیکل (3) 251 کے تحت صوبائی حکومتیں بھی اس فیصلے کے صوبائی زبانوں میں تراجم جاری کر سکتی ہیں۔